https://famousurdunovels.blogspot.com/
بندھن محبت کا
اریج شاہ
PRIME URDU NOVELS
https://primenovels.blogspot.com/

ناول کا نام۔۔بندھن محبت کا

لکھاری کا نام۔۔۔اریج شاہ

ـــــــــــــــــــــــــــــ

ابراہیم ابھی ابھی گھر آیا تھا جب ایمن اور حماد آگے پیچھے بھاگتے ہوئے اس کی طرف آئے

حماد پہلے آکر باپ کے گلے لگ گیا جبکہ اس کی پرنسز چھوٹی ہونے کی وجہ سے ریسلنگ میں اپنے بھائی کا مقابلہ نہیں کر سکی

بابا عادی بھائیو نے میرے بال کھینچے ایمن نے باقاعدہ اپنے بالوں کی ننھی ننھی پنیوں کو چھو کر بتایا جیسے ابراہیم جانتا ہی نہ ہو یہ بال کس چڑیا کا نام ہے۔

عادی تم نے بہن کے بال کیوں کھینچے ابراہیم چہرے پر مصنوعی غصہ سجا کر بولا

بابا اس نے مجھے اوگی کہہ کر بلایا عادی نے کسی کارٹون کا نام لے کر اپنی صفائی پیش کی

تب آپ نے مجھے پنک پینتھر کہہ کر بلایا تھا ایمن بھی اپنا مقدمہ خود لڑنے لگی۔

جبکہ سمرہ ان کے قریب کھڑی ان دونوں کو شکایت نامہ ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ وہ ان کے باپ کے سامنے اپنی شکایتوں کا پٹارہ کھول سکے۔

پھر آخر کار ابراہیم نے بڑی مشکل سے ان دونوں کی صلح کروائی اور اپنے کمرے میں چینج کرنے آیا ابراہیم اور سمرہ کے دو ہی بچے تھے۔ایک حماد جو چھ سال کا تھا جبکہ دوسری ایمن جو چار سال کی تھی دونوں میں بے انتہا محبت تھی لیکن بہت لڑتے تھے۔

ان دونوں کی ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں ابراہیم اپنی اکلوتی بہن ایمان کو بہت مس کرتا تھا جو آٹھ سال پہلے شادی کے بعد لندن چلی گئی تھی۔

والد صاحب کا تو بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا دونوں کو ماں نے پالا تھا اور دونوں میں مثالی محبت تھی ہر وقت ایک دوسرے سے لڑتے اور پھر کبھی نہ بات کرنے کا عہد کرتے پھر پندرہ سے بیس منٹ میں پہلے جیسے ہو جاتے

بالکل ایمن اور حماد کی طرح کیا وہ بھی اسے اسی طرح سے مس کرتی ہو گی کیا وہ بھی اپنے بچوں میں اپنا بچپن ڈھونڈتی ہو گی شاید

۔۔۔سوچتے سوچتے ابراہیم نیند کی وادیوں میں گم ہو گیا۔

وہ آفس میں بیٹھا اپنا کام ختم کر رہا تھا

تھوڑی دیر میں اسے گھر کے لئے نکلنا تھا پھر فون اٹھا کر سمرہ سے پوچھنے لگا کہ اس نے کیا کیا لانے کو بولا تھا ابھی اس نے فون اٹھایا ہی تھا کہ لندن سے کال آگئی اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

لندن سے افضال کا فون تھا اسلام علیکم افضال بھائی کیسے ہیں آپ بچے کیسے ہیں اور ایمان کیسی ہے اس نے فون اٹھاتے ہی کہا۔

وعلیکم السلام ابراہیم بھائی الحمدللہ میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سنائیں کیسے ہیں۔

اللہ پاک کا کرم ہے ابراہیم نے مسکرا کر جواب دیا۔

ابراہیم بھائی میں نے آپ کو یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ میں بچے اور ایمان ہم سب پاکستان آرہے ہیں وہ دراصل میری بزنس پارٹنر کی شادی ہے ماہم کو بھی چھٹیاں تھی تو اس لیے ہم نے آنے کا پلان بنالیا۔

موسٹ ویلکم یہ تو بہت خوشی کی بات ہے کب تک آرہے ہیں آپ ابراہیم نے خوشی سے پوچھا۔ وہ پچھلے آٹھ سال سے اپنی بہن کو دیکھنے کے لئے بے چین تھا۔

ان شااللہ پرسوں تک ہم پاکستان میں ہوں گے افضال نے بتایا اور پھر ایک دو باتوں کے بعد فون بند ہو گیا خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا وہ جلد سے

جلد گھر پہنچ کر اپنی بیوی بچوں کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا تھا۔

آج تو ابراہیم کے گھر عید کا سماں تھا ہر کوئی خوش تھا انتظار تو ابھی سے ہی شروع ہو چکا تھا سمرہ پہلی بار اپنی نند سے ملنے جا رہی تھی

فون پر بات ہوتی رہتی تھی لیکن اتنی نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو سمجھ سکیں

جب اس کی ابراہیم سے شادی ہوئی تب اسے گئے ہوئے بمشکل پانچ ماہ ہوئے تھے جس کی وجہ سے شادی تک میں نہ سکی۔

شادی کے چار سال تک ایمان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی افضال بہت اچھا انسان تھا اس نے ایمان کا بہت خیال رکھا اور چار سال بعد انہیں ایک بیٹی کی صورت میں خوشی نصیب ہوئی۔

جس کا نام انہوں نے ماہم رکھا اس وقت ماہم چار سال کی تھی۔ جبکہ ان کا چھوٹا مہمان تو ابھی ابھی دنیا میں آیا تھا ساحل ابھی صرف تین ماہ کا تھا۔

ابراہیم کا قریبی رشتہ بس یہی تھا کیوں کہ باپ کے شہید ہونے کے بعد رشتہ داروں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا ان کی ماں نے اکیلے ہی انہیں پالا تھا

بابا پھر پھو پھو آپ سے لڑتی تھی حماد اور ایمن اس کے قریب بیٹھے اس کے اور اپنی پھو پھو کے بچپن کے قصے سن رہے تھے جبکہ سمرہ بھی ساتھ بیٹھی مسکرا رہی تھی

ارے وہ لڑتی نہیں تھی بلکہ میرے سر پر ایک بال نہیں چھوڑتی تھی وہ مسکرایا۔

پھو پھو گندی ہیں ایمن سے اپنے باپ کا دکھ برداشت نہ ہوا اس کا باپ تو ہیرو تھا وہ کیسے برداشت کرتی۔ اسی لئے منہ کا ڈیزائن بنا کر بولی۔

ارے نہیں میری جان پھو پھو بہت اچھی ہیں آپ ملو گی نہ ان سے آپ کو خود پتہ چل جائے گا

ابراہیم نے اسے گود میں لیا بچوں کے سونے کے بعد سمرہ کمرے میں آئی تو ابراہیم ابھی تک جاگ رہا تھا ہاتھ میں اپنے بچپن کی البم پکڑے کسی تصویر پر مسکراتا تو کسی تصویر پر افسردہ ہو جاتا۔

بہن بھائیوں کا ساتھ تو بس یادیں چھوڑ جاتا ہے۔

وہ اپنے شوہر کے انتظار کا اندازہ لگا سکتی تھی وہ اندر آئی تو ابراہیم ایک بار پھر سے اسے اپنے بچپن کے بارے میں بتانے لگا

وہ بھی قریب بیٹھ کر اس کی باتیں سننے لگی وہ جاننا چاہتی تھی کہ اس کی نند کیسی ہے اس گھر میں تو ہر بات پر اس کا ذکر ہوتا تھا۔

شادی کے پانچ سال تک تو امی اسے ایمان کے بارے میں بتاتی رہی۔ پھر ان کا انتقال ہو گیا تب ایمان ماں بننے والی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی ماں کے انتقال پر بھی نہ آسکی۔

اور اب آٹھ سال کے بعد وہ اس گھر میں واپس آ رہی تھی۔

اٹھ سال کے بعد ابراہیم اس سے دوبارہ ملنے جارہا تھا۔

آٹھ سال پہلے

صبح اذانوں سے پہلے اس کی آنکھ کھل گئی اس کے ساتھ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا وہ کچھ دیر ایسے ہی لیٹے لیٹے موزن کی پکار کا انتظار کرنے لگی

اذان کے بعد پہلی آواز اس کی امی کی ہوا کرتی تھی شاید وہ بھی اذان سے پہلے جاکر اپنے خدا کی حضور حاضری کا انتظار کرتی تھی اور اس کام میں اپنی اولاد کو بھی شامل رکھتی

ابراہیم بیٹا ایمان بچہ اٹھو نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے وہ ہمیشہ سے پہلے ابراہیم کو جگاتی تھیں کیونکہ وہ رات کو کام سے دیر سے واپس آتا اور اسے جاگنے میں مشکل ہوتی۔

ایمان پہلی آواز میں اٹھ گئی

امی آپ وضو کریں اس موٹے کو میں جگاتی ہوں ایمان نے ابراہیم کی چارپائی کو گھورا جیسے کوئی شکاری اپنے شکار گھورتا ہے۔

تم رہنے دو جاؤ وضو کرو میں خود جگاؤں گی اپنے بچے کو بیچارا رات کام سے تھکا ہارا آتا ہے اور تم صبح صبح اسے تنگ کرنے میں لگ جاتی ہو

امی کے لہجے میں ابراہیم کے لیے بے تحاشا محبت تھی

اور آج پھر امی کی وجہ سے ایمان اپنا اتوار والا بدلہ نہیں لے پائے گی جب دوپہر میں سوتے ہوئے ابراہیم نے اس پر ٹھنڈا فریج کا پانی گرا کر اس کی نیند کا بیڑا غرق کیا تھا

اس نے غصے سے ابراہیم کی چارپائی کو گھورا جس میں ابراہیم کا پیر ہل رہا تھا مطلب وہ جاگ رہا تھا اور اس کا پلان ناکام ہونے کی خوشی میں اپنے پیر سے ڈسکو کروا رہا تھا۔

اب امی محبت سے اس کے سرہانے بیٹھی اسے آواز دے رہی تھی اور ابراہیم نے کسما کر اپنا سر امی کی گود میں رکھ دیا۔

مجھے تو کوئی پیار ہی نہیں کرتا اس گھر میں وہ منہ بنا کر وضو کرنے جانے لگی۔

ارے کالو تجھے تو ہم اس گھر سے رخصت کر کے باہر پھینکیں گے پھر دیکھنا تو امی اور میرا پیار ابراہیم نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

میں نہیں جاؤں گی کہیں بھی اور اگر کہیں جاؤں گی تو بھی اپنی امی کو ساتھ لے کر جاؤں گی نہ کہ آپ اور آپ کی بیوی کے پاس چھوڑ کے جو دن رات میری ماں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔وہ اونچی آواز میں بولتی وضو کر کے باہر آئی۔

او کالو میری کون سی ظالم بیوی ہے ابراہیم سر کھجاتے ہوئے بستر سے اٹھا۔

ابھی نہیں ہے بعد میں تو ہو گی نہ ایمان نے اس کے مستقبل کا نقشہ کھینچا۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں
تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا
پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی
تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے
ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر
ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر
پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

ہو گی تم دونوں کی توتو میں میں شروع جاؤ جا کر نماز ادا کرو صبح اٹھتے ہی جب تک ایک دوسرے سے لڑ نا لو تم لوگوں کو سکون نہیں ملتا امی نے دونوں کو ڈپٹا تو دونوں ہی خاموشی سے نماز ادا کرنے چلے گئے۔

آسیہ کے دو ہی بچے تھے ایک ابراہیم جس کی عمر 24 سال تھی اور ایک کمپنی میں جاب کرتا تھا

جبکہ ایمان انیس سال کی تھی اور کالج میں پڑھتی تھی

ان کے اپنے والد میجر رضوان صدیقی ایک مشن میں اپنے وطن کے نام پر اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے

اس وقت ایمان ایک سال کی تھی جبکہ ابراہیم چھ سال کا تھا۔

عمر میں پانچ سال بڑا ہونے کے باوجود بھی ایمان اسے بھائی صرف مطلب کے وقت ہی کہتی تھی۔

رضوان کی شہادت کے بعد پنشن سے گزارا مشکل سے ہوتا لیکن آسیہ شکر ادا کرنے والی عورت تھی اس نے بہت صبر سے وقت گزارا

اب ابراہیم چالیس ہزار ماہانہ کماتا تھا جبکہ ایمان ہر سوچ اور فکر سے بہت دور اپنی پڑھائی میں مصروف پلس ابراہیم سے لڑنے کو ہر وقت تیار رہتی۔

یہ ان تین افراد کا ہنستا کھیلتا گھرانا تھا

اللہ کرے جو میرا فریج میں رکھا ہوا پیزا کھائے اس کی فیورٹ بلو شرٹ جل جائے

ایمان نے اونچی آواز میں دعا مانگی

ابراہیم کے ہاتھ رکھے تھے اس نے گھور کر ایمان کو دیکھا کیونکہ وہ اس وقت استری اسٹینڈ کے ساتھ کھڑا اپنی فیورٹ لکی بلو شرٹ استری کر رہا تھا جس کو ایمان سے استری کروانے کا رسک وہ نہیں لے سکتا تھا۔

تمہاری بد دعا سے چیونٹی کو بھی چوٹ نہ آئے ابراہیم کہہ کر اپنے کام میں مگن ہو گیا

اور اس کے باہر جانے کا انتظار کرنے لگا

میں کسی چیونٹی کو بد دعا دے بھی نہیں رہی میں تو اس چھ فٹ کے خرگوش کو کہہ رہی ہوں جس کی نظریں میرے پیزے پر ہیں ایمان نے بے نیازی سے کہا۔

اور اپنے کورس کی بک اٹھا کر یہی بیٹھ کر پڑھنے لگی کیونکہ اس کی موجودگی میں وہ کمرے سے باہر جانے کا رسک تو نہیں لے سکتی تھی۔

تم نے مجھے خرگوش کہا۔وہ بھی صرف ایک پیزے کے لیے جو میں خود لے کے آیا تھا بات اتنی بڑی نہیں تھی وہ اکثر ہی اسے کسی نہ کسی حطاب سے نوازتی رہتی تھی۔

ہاں میں نے خرگوش کہا

اب وہ بھی اس پیزے کے لیے جو تم خود لے آئے تھے اور اپنا حصہ کھا کہ دوستوں کے پاس چلے گئے تھے

اب یہ میرا حصہ ہے جس پر صرف میرا حق ہے اس ہر گندی نظر ڈالنے والے کا مقابلہ میں اپنی جان پر کھیل کر کرونگی ایمان نے جذبات سے بھرپور لہجے میں کہا۔

ابراہیم نے ایک سرد آہ بھر کر اس کی اوور ایکٹنگ کو دیکھا اور اپنے کام میں مگن ہو گیا۔

ایمان بیٹا آٹا گوندھ لو۔باہر سے امی کی آواز آئی تو ابراہیم شرارت سے مسکرایا۔

جبکہ اس کے اس طرح سے مسکرانے پر ایمان گھورتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

جان پر کھیل کر حفاظت کرے گی۔ابراہیم سلیقے سے شرٹ ہینگ کرتا بڑے اسٹائل سے فریج کے پاس آیا۔اور ہینڈل پے ہاتھ رکھ کے اپنی طرف کھینچا

ارے یہ کھل کیوں نہیں رہا ابراہیم نے سوچا پھر غور کرنے پر پتہ چلا کہ چھپکلی فریج لاک کر کے گئی ہے

چلو چھوڑو اتنے مزے کا تھا بھی نہیں (یعنی انگور کھٹے ہیں)

ابراہیم تیار ہو کر باہر نکلا جہاں ایمان آٹا گوندکر اب برتن صاف کر رہی تھی۔

ایمان نے پہلے دانت کی نمائش کی اور پھر اپنی زبان دکھائی مجھے یہ زبان مت دکھایا کرو میری زیادہ لمبی ہے وہ باقاعدہ اپنی زبان دکھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

امی یہ دیکھیں میرا کرتا اس نے ٹھیک سے نہیں دھویا وہ اپنا کرتا امی کے سامنے کرتا بولا۔

ہاں امی بتائیں کہاں سے صاف نہیں ہوا وہ بھی سر پر آ کر کھڑی ہوئی

ہر کام میں غلطیاں نکالتا ہے مجال ہے جو تعریف کے دو بول بول دے ہر وقت کیڑے نکالنے ہوتے ہیں۔

وہ بھی آ کر شروع ہو گئی

یہ دیکھیں اس نے میرے کپڑے دھوئیں ہیں وہ بھی کہاں ہیں ہمت ہارنے والا تھا

اور اٹھیں میرا کمرہ دیکھیں آپ۔

گرمی ہونے کی وجہ سے آج کل وہ تینوں ہی باہر صحن میں سوتے تھے لیکن ابراہیم کو اپنا کمرہ صاف چاہیے تھا تبھی شروع ہو گیا

ہاں یہ بات میں مان لیتی ہوں کے ٹائم نہیں ملا اس لیے میں نے ابھی صاف نہیں کیا۔

لیکن یہ کپڑوں والی بات بالکل جھوٹ ہے ایمان اپنی صفائی میں بولی۔

ہاں بھائی ایک تم ہی تو ہو سچی باقی سب جھوٹے ہیں اس گھر میں وہ منہ بنا کر بولا۔

دیکھو تم جیسے بھی ہو مجھے فرق نہیں پڑتا لیکن میری معصوم امی کو جھوٹا مت بولو ایمان نے ابراہیم کی بات کاٹی۔

بس کر دو تم دونوں ایک تو صبح سورج طلوع ہوتا ہے تو تم دونوں شروع ہوتے ہو

کوئی ایک دن تو آئے جس دن میں لوگوں کو بتا سکوں کہ آج میری گھر میں لڑائی نہیں ہوئی۔

انڈیا پاکستان کی طرح لڑتے ہو دونوں امی دونوں کو ڈانتے ہوئے ساتھ کمرے کی بیڈ شیٹ سلائی کر رہی تھیں جبکہ ان دونوں کی اشاراً لڑائی جاری تھی۔

شام کا وقت تھا وہ گھر میں داخل ہوا امی کو سلام کر کے سب سے پہلے وہ بڑے کمرے میں پہنچا۔

لیکن یہاں آکر ریموٹ ایمان کے ہاتھ میں دیکھ کر اس کا موڈ آف ہو گیا

آج پاکستان بمقابلہ سری لنکا تھا جس کی وجہ سے ابراھیم جلدی آفس سے آیا تھا۔

ارے چھپکلی ریموٹ مجھے دو میچ دیکھنا ہے اس لیے جلدی گھر آیا ہوں ابراہیم نے ریموٹ چھیننا چاہا۔

میں ڈرامہ دیکھ رہی ہوں اعلانیہ کہا اور اور دیکھنے میں مگن ہو گئی۔

واہ بھائی تھکا ہارا بھو کا گھر آیا ہے اور تم ٹی وی دیکھ رہی ہو جاؤ میرے لیے کھانا لاؤ اس نے حکم دیا۔

کھانا وقت پر کھایا جاتا ہے اور اس وقت شام کے پانچ ہوئے ہیں آپ کو سات بجے کھانا مل جائے گا

اور ویسے بھی آپ نے دن کو فون کر کے امی کو بتایا تھا کہ آپ لنچ کر چکے ہیں تو بہتر ہو گا کہ میرے سامنے دن میں کھانا نہیں کھایا والا ڈرامہ نہ کریں

میرے آدھے گھنٹے کے صرف پانچ ڈرامے ہی ہیں ختم ہونے تک انتظار کریں ایمان ہری جھنڈی دکھاتے ہوئے بولی۔

اس گھر میں صرف ایک ہی ٹی وی تھا امی نے اور ٹی وی لانے ہی نہیں دیا

ان کا کہنا تھا کہ ہر کمرے میں اگر الگ الگ ٹی وی ہو گا تو جو تھوڑی دیر ہم سب ساتھ مل کر انجوائے کرتے ہیں وہ نہیں کر سکیں گے

ایمان بی بی پانی کا وقت نہیں ہوتا۔ وہ تو بے وقت پیا جا سکتا ہے نہ ابراہیم نے چبا چبا کر کہا تو ایمان غصے سے گھورتے ہوئے اٹھی اور اس کے لئے پانی لانے چلی گئی۔

جبکہ اس وقفے میں ابراہیم نے صوفے کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن بھی ریموٹ نہ ملا تو واپس آرام سے بیٹھ گیا

امی کو ٹی وی کے اوپر لگے بٹنوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ بالکل پسند نہ تھی اب ان کے اندر بھی پاکستانی امیوں جیسا کچھ تو تھا

ایمان واپس آئی اور پانی لا کر ٹیبل پر رکھا اور دوبارہ بیٹھ گئی

پھر اسے دکھاتے ہوئے اپنے دوپٹے سے ریموٹ نکالا اور آواز تیز کی پھر ایک نظر اس کی طرف دیکھا جو غصے سے گھور رہا تھا

امی دیکھیں میں کچھ نہیں کر رہی پھر بھی بھائی مجھے گھور رہے ہیں ایمان نے اونچی آواز میں روتی شکل بنا کر کہا۔ لہجے میں ابراہیم کے لیے ادب واحترام تھا امی کو اپنی ٹیم میں لینا تھا۔

ابراہیم کیوں بہن کو تنگ کر رہے ہو امی کی آواز پر ابراہیم نے پھر سے گھورا اور اٹھا تاکہ باہر امی کے پاس آسکے۔

میچ تو ویسے بھی اس مینڈکی نے دیکھنے نہیں دینا تھا اور اسٹار پلس کی گوپی بہو کی شکل اور اوور ایکٹنگ برداشت کرنا اس کے بس سے باہر تھا

اسے جاتا دیکھ کر ایمان نے زبان کی نمائش کی جسے ابراہیم سہ گیا اٹھ کر باہر آگیا۔

مانو اٹھنا یار ابراہیم کب سے ایمان کی چارپائی ہلا رہا تھا کیا مسئلہ ہے بھائی سونے دے نا۔

ایمان چادر کھینچ کر واپس سونے لگی۔

ایمان یار اٹھ جا قسم سے بہت بھوک لگی ہے ابراہیم نے مظلومیت سے کہا۔

ہاں تو کس نے کہا تھا شام کو دوستوں کے ساتھ پارٹی کر کے رات کا کھانا گل کر دو۔۔

اچھا نہ یار ہو گئی غلطی اب اٹھنا دینا کچھ بہت بھوک لگی ہے ابراہیم پھر سے بولا تھا

تو ایمان کو اس پر ترس آ گیا اور اٹھ کر جانے لگی تو ابراہیم بھی اس کے ساتھ آیا

میں دال نہیں کھاؤنگا ابراہیم منہ بنا کر بولا تو ایمان نے گھور کر اسے دیکھا

مطلب بندہ رات کے ڈھائی بجے بھی نخرے اٹھائے

اس وقت میں آپ کے لیے خدمت میں شاہی کوفتے پیش کرنے سے قاصر ہوں بادشاہ سلامت ایمان دانت پیس کر بولی۔

چلو شاہی کوفتے نہ سہی فرنچ فرایز تو کھا ہی سکتی ہو بادشاہ کی داسی۔

ابراہیم نے شرارت سے کہا کیونکہ یہ ان دونوں کے فیورٹ تھے وہ مسکرائی اور آلو کاٹنے لگی۔

چاکلیٹ ختم ہو گئی ہیں فریج سے ایمان نے بتایا۔ اور کام میں لگ گئی

جبکہ ابراہیم بھی اس کے ساتھ کام پر لگ کر پلیٹ اور کیچپ نکالنے لگا۔

اور پھر دونوں بہن بھائیوں نے رات کے ڈھائی بجے چھوٹی سی پارٹی کر لیں۔

امی دیکھیں اپنے لاڈلے کو ایک جوتا نکالنے کے چکر میں میری ساری سیٹنگ خراب کر دی وہ صبح ہی صبح اپنی شکایتوں کا پٹارا کھول کر بیٹھ گئی۔

بول دیں اسے جب تک یہ واپس ساری سیٹنگ ٹھیک نہیں کرتا اس گھر سے باہر نہیں جا سکتا وہ حکم دے کر ایک بار پھر سے برآمدے میں پوچا لگانے لگی۔

امی مجھے دیر ہو رہی ہے میں واپس آ کر لوں گا وہ کہتا ہوا باہر جانے لگا۔

آ کر خود صفائی کرو گے میں بھی نہیں کرنے والی وہ اسے سناتی ہوئی روم میں جا کر سیٹنگ کرنے لگی ساتھ بڑبڑاہٹ بھی جاری تھی۔

\-------------------------

شام کو گھر واپس آیا تو ابھی تک روٹھی بیٹھی تھی اسے دیکھتے ہی منہ بنا کر چلی گئی۔

ابراہیم نے اختیار مسکرایا اب اس کی مینڈ کی پلس چھپکلی کو منانا پڑے گا۔

امی یہ رس ملائی اب کون کھائے گا جس کے لئے لایا تھا وہ تو ناراض ہے

رس ملائی کا نام سنتے ہی ایمان ساری ناراضگی بھول کر بھاگ کر اس کے لئے پانی لائی۔

بھائی آپ بہت تھک گئے ہونگے وہ مسکراتے ہوئے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ وہ بالکل بھی ناراض نہیں ہے اور جو رس ملائی اس کے لیے لائی گئی ہے وہ برائے مہربانی اس کے حوالے کر دی جائے۔

ارے نہیں نہیں میرا بچہ میں بالکل ٹھیک ہوں یہ لو تمہارے لیے لایا تھا ابراہیم نے مسکراتے ہوئے رس ملائی والا شاپر اس کی طرح بڑھایا۔

جسے لے کر وہ خوشی خوشی کیچن میں آگئی۔

میرا کیوٹ خرگوش

وہ بڑبڑاتے ہوئے رس ملائی کھانے لگی

امی آج میں جلدی آجاؤں گا آپ کو ہسپتال لے کے جاؤں گا آپ کا چیک اپ کروانا ہے وہ شوز پہنتے ہوئے بولا

تب ہی ایمان نے اپنی لسٹ آکر اس کے ہاتھ میں دی۔

ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو امی کو ہسپتال لے کے جاتا تھا جبکہ ایمان کی لسٹ لے کر اس کو ساری چیزیں لا کر دیتا تھا

ہر ماہ ایمان کی یہ لسٹ لمبی ہوتی جارہی تھی

امی اس کی لسٹ لمبی ہوتی دیکھ کر ہر مرتبہ ڈانٹ دیتی۔

مگر ابراہیم کہتا امی نہ ڈانٹا کریں گے اس کا حق ہے۔

اور اس کے بعد ایمان اپنے بھائی کے صدقے واری جاتی اب یہ بات الگ تھی کہ دن مہینے میں بس ایک ہی بار آتا تھا باقی پورا مہینہ تو وہ دونوں دشمنوں کی طرح لڑتے گزارتے تھے

دنیاکاواحد رشتہ جس میں لڑنے بھی مزا آتا ہے اور پھر اس لڑائی کے بعد کی ناراضگی کی مدت بھی کوئی نہیں ہوتی۔

بھائی میرے فون کی سکرین ٹوٹ گئی ہے وہ اپنا بلیک بیری اس کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔

جو ابھی دو مہینے پہلے ہی ابراہیم نے اسے لا کر دیا تھا۔

وہ چہرے پر دنیا جہان کی معصومیت لیے ابراہیم کے سامنے کھڑی تھی ابراہیم نے ایک نظر اس کا چہرہ دیکھا۔

پھر صوفے سے ریلیکس ہو کر ٹیک لگا کر بیٹھا۔

ایمان میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔اگر کوئی مالش کر دے تو۔۔۔وہ بات ادھوری چھوڑ گیا جبکہ ایمان کی سپیڈ دیکھنے کے لائق تھی۔

وہ بھاگ کر گئی اور تیل ہاتھ میں لے کر واپس آئی۔

میں ابھی آپ کا سر درد دور کرتی ہوں۔وہ چٹکی بجا کر اس کے سر کی مالش کرنے لگی۔

تقریباپندرہ منٹ کی مالش کے بعد ابراہیم پر سکون ہو گیا۔

پھر شرارت سے بولا یار ایسے آرام نہیں آئے گا تم چائے لے آؤ۔

ایک اور آرڈر پر ایمان نے مسکرا کر گردن ہلائی۔

جبکہ اندر سے دل چاہ رہا تھا کہ ایسے بھائی کو کہیں پر بیچ آئے۔

ابھی چائے آتی ہوں بھائی وہ مسکراتے ہوئے کچن کی طرف گئی۔

جبکہ ابراہیم اپنا قہقہ روک کے سرخ چہرہ لیے اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

اس نے اچھی سی چائے بنا کر اس کے سامنے رکھی اور ٹی وی کا ریموٹ لے کر بیٹھنے لگی۔

آج شام کو بڑی اچھی فلم دکھا رہے تھے وہ فلم والا چینل لگانا۔

ابراہیم نے کہا۔

بلکہ ایمان نے اس بار اسے تھوڑا سا گھورا تھا یعنی کہ آج اسے اپنی گوپی بہو پر کمپرومائز کرنا ہو گا۔

بھائی میرے ڈرامے وہ بے بسی سے بولی۔

ہاں کیا ہوا ہے تمہارے فون کو کچھ بتا رہی تھی تم ابراہیم نے فورا یاد کروایا۔

ایمان نے بڑی مشکل سے اپنے چہرے پر مسکراہٹ لائی اور ریموٹ اس کے حوالے کر دیا

اب دیکھ لیں میرا کیا ہے کل ریپیٹ میں دیکھ لوں گی۔

ہاں تو تمہارے فون کی سکرین ٹوٹ گئی۔ کل ایک میٹنگ ہے میری۔ میرے کل کے آفس ڈریس کے ساتھ رکھ دینا اپنا فون اگر آفس

ڈریس پسند آگئی تو ساتھ لے جاؤں گا وہ مسکراتے ہوئے بے نیازی سے بولا اور ٹی وی دیکھنے لگا۔

جبکہ اس بار ایمان کا دل چاہا کہ پورا کا پورا ٹی وی اٹھا کے سر پر دے مارے۔

ایمان اس کے قریب سے اٹھی اور اس کے کمرے میں آکر اس کی فیورٹ بلو شرٹ نکالی جو پہلے ہی دھولی ہوئی تھی اسے ایک بار پھر سے رگڑ رگڑ کر دھویا اور پھر دھونے کے بعد جما جما کر استری کیا۔

پھر سلیقے سے ہینگ کر کے اس کے ساتھ اس کے بوٹ کو پالش کر کے چمکائے۔

پھر میچنگ ٹائی ملائی۔اور پھر اس کے ساتھ اپنا فون رکھ کر باہر آئی۔

اور پھر باہر آکر اس کے لیے الگ سے کچھ بنانے لگی کیونکہ آج کی تاریخ میں ابراہیم صاحب کی گلے سے بینڈی تو گزرنی نہیں تھی کاش سوال فون کا نہ ہوتا پھر اسے بتاتی کہ ایمان چیز کیا ہے۔

ارے بہن کیا بتاؤ لڑکا لندن میں رہتا ہے سارا خاندان ہی باہر ہے اچھی لڑکی کی تلاش میں ہے۔

لڑکا اپنا کماتا ہے الگ سے وہاں اس کا اپنا گھر ہے بس شادی جلدی کرنا چاہتے ہیں تمہاری بیٹی کی قسمت جاگ جائے گی تم کہو تو بات آگے چلاؤں آج سکینہ ان کے گھر آئی تھی جو رشتے کرواتی تھیں ایمان کے لئے بہت اچھا رشتہ لے کے آئی تھی آسیہ کو ہر لحاظ سے وہ بہت اچھا

لگ رہا تھا۔

سکینہ بہن میرا بیٹا آجائے تو پھر اس سے بات کر کے بتاتی ہوں آسیہ نے اچھی امید دلواتے ہوئے کہا۔

ابراہیم آجائے تو بتاؤں گی اسے مجھے تو اچھا لگ رہا ہے آسیہ کو اپنی بیٹی کے لیے آیا پہلا رشتہ ہی سے بہت پسند آرہا تھا

ایمان کی مرضی کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں ہو گا آپ پہلے ایمان سے پوچھیں لڑکا جیسا بھی ہے مگر میں ایمان کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہونے دوں گا۔

اور اوپر سے آپ ان لوگوں کو دیکھیں کتنی جلدی مچا رہے ہیں ایمان کی ابھی پڑھائی مکمل نہیں ہوئی۔

اور کسی دوسرے ملک میں تو ہرگز ایمان کو اتنی دور نہیں بھیج سکتا۔

امی اس کی شادی کر دیں گے تو ہم کیسے رہیں گے اس کے بغیر میں کیسے رہوں گا اس کے بغیر۔

اپنی بہن سے دور ہونے کا خیال بھی ابراہیم کو اداس کر گیا تھا۔

بھائی میرا فون واپس لے آئے وہ ابھی کمرے کی طرف آئی اور بہت محبت اور عزت واحترام سے پوچھنے لگی جب ابراہیم نے اٹھ کر اسے اپنے سینے سے لگالیا۔

بھائی میرا فون ٹھیک ہو گیا نہ ایمان نے بے یقینی سے پوچھا۔ ہو سکتا ہے اس کا فون ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے ابراہیم اس کے ساتھ افسوس کا اظہار کر رہا ہوں۔

ہاں یہ لو اس نے اپنی جیب سے ہاتھ ڈال کر فون نکال کر دیا اور خود باہر نکل گیا۔

امی اسے کیا ہو گیا۔۔۔؟ ابراہیم کے بارے میں سوچتی ہوئی وہ امی سے پوچھنے لگی۔

جھلا ہے اور کیا تیری شادی کی بات کر رہی تھی تو اداس ہو گیا کہتا ہے میں کیسے رہوں گا اپنی بہن کے بغیر۔ امی بھی مسکراتے ہوئے باہر نکل آئی۔

جبکہ ایمان کی سوئی وہیں اٹکی گئی تھی میری شادی۔

وہ لوگ رشتہ دیکھنے آئے اور ایمان کو پسند کر کے چلے گئے۔ ان لوگوں کو شادی کی جلدی تھی اور رشتہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ تھا کہ افضال بہت اچھا انسان تھا۔

جبکہ ان کو شادی کی بہت جلدی تھی کیونکہ ان لوگوں نے واپس جانا تھا۔

اور ابراہیم کو اسی بات پر اعتراض تھا۔

لیکن اس کی ماں نے اسے سمجھایا کہ ایسے رشتے روز نہیں آتے ہماری بچی خوش رہے گی وہاں۔

امی کے کہنے پر وہ مان گیا لیکن اداسی اس کے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔

ایمان کے سامنے وہ اپنے آپ کو خوش رکھنے کی بہت کوشش کرتا۔ اور بار بار اسے کہتا تم چلی جاؤ گی تو جان چھوٹ جائے گی ہماری۔ جس پر

ایمان کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو آجاتے اور پھر وہ نجانے کتنی ہی دیر لگا کر اسے مناتا۔

-------------‘---

ابراہیم نے شادی کی ساری تیاری اپنی مرضی سے کی۔ اس نے دل کھول کر اپنی بہن کی شادی پر حرج کیا۔

ایک ایک چیز کو خود چیک کیا تاکہ سب کچھ پرفیکٹ ہو

یہ سب کچھ کرتے ہوئے بار بار اس کی آنکھیں نم ہو جاتی

جنہیں وہ صاف کرتے پھر سے اپنی بہن کی خوشیوں میں شامل ہو جاتا

نکاح بہت سادگی سے ہوا تھا لیکن شادی اس نے بہت دھوم دھام سے کروائی تھی آخر اس کی اکلوتی بہن کی شادی تھی۔

نکاح کے دو دن کے بعد ہی ایمان رخصت ہو گئی۔

کہتے ہیں کہ بھائی کی محبت کا اندازہ بہن کی رخصتی کے دن ہوتا ہے۔

اور یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہوا ابراہیم ان کے گلے لگ کر اتنا رویا کہ جتنا ایمان بھی نہ روئی۔

ایمان کی رخصتی کے بعد گھر بالکل ویران ہو گیا تھا۔

ابراہیم نے خود ایمان کے پاسپورٹ کا بندوبست کروایا تھا

اور پھر چار دن صرف چار دن کے بعد ہی ایمان پاکستان چھوڑ گئی

وہ ایمان کو روز فون کرتا تھا۔لیکن امی کہتی تھی کہ روز روز اسے فون مت کیا کرو آخر وہ اپنے گھر والی ہے اب۔

لیکن وہ اپنی امی کو کیسے سمجھاتا۔

اس کے بغیر سب کچھ کتنا ویران ہو چکا ہے وہ اپنی بہن کو کتنا مس کرتا ہے ہر ایک بات میں وہ اپنی بہن کو یاد کرتا ہے۔

وہ اپنی ماں کو کیسے سمجھاتا کہ اس نے اپنا سب سے پیارا دوست کھو دیا ہے۔

اب وہ نہ کپڑوں میں غلطیاں نکالتا تھا اور نہ ہی کھانے میں۔

اپنے زیادہ تر کام اپنے ہاتھوں سے کرنے لگا تھا۔امی کی طبیعت بھی اب بہت خراب رہنے لگی تھی۔

امی نے روز فون کرنے پر منع کیا تو اب وہ ہفتے میں سے ایک ہی بار فون کرتا۔

لیکن ہفتے کے بعد ایمان کا کہیں نہ کہیں افضال کے ساتھ جانے کا پلان بنا ہوتا۔

آج وہ ایمان سے بہت دیر باتیں کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

اس سے بات کرتے ہوئے تقریباً پانچ منٹ ہوئے تھے کہ افضال کی آواز آئی

چلو ایمان باہر گھومنے چلتے ہیں۔ افضال نے محبت سے ایمان کو مخاطب کیا۔

افضال میں بھائی سے بات کر رہی ہوں ابھی نہیں ایمان اسے جواب دے کر پھر سے ابراہیم کی طرف متوجہ ہو گئی۔

ایمان تم جاؤ۔ افضال بھائی تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

بس اتنا کہہ کر اس نے فون بند کر دیا اس کے بعد وہ اس سے کم ہی بات کرتا۔

ہفتے میں ایک آدھ بار بات ہوتی وہ بھی خیر اور خیریت پوچھ کر بند کر دیتا۔

امی ٹھیک کہتی تھی اب اس کا اپنا گھر ہے۔

شروع شروع میں ایمان بہت نوٹ کرتی پھر وہ اپنی زندگی میں مصروف ہو گئی۔

سچ ہی کہتے ہیں لوگ بہن بھائی اپنی مرضی سے الگ نہیں ہوتے بلکہ ذمہ داریاں انہیں الگ کر دیتی ہیں۔

ـــــــ،ـــــــــــ

ابراہیم اپنے دوست کی شادی پہ گیا جہاں سمرہ اسے پسند آگئی۔

وہ اس کی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی تھی۔

گھر آتے ہی اس نے سب سے پہلے اپنی پسند اپنی ماں کو بتائی۔

وہ تو کب سے انتظار میں بیٹھی تھی۔

فوراہی رشتہ لے کر وہاں پہنچ گئی۔

رشتہ منظور ہونے کے بعد انہوں نے ایمان کو بتایا ایمان نے آنے کی بہت ضد کی جس پر افضال نے ابراہیم کو فون کیا۔

ابراہیم بھائی پلیز سمجھنے کی کوشش کریں کام بہت زیادہ ہے اور وہ ضد کر رہی ہے۔

پلیز آپ خود اسے سمجھائیں۔

افضال نے منت بھرے لہجے میں کہا تو ابراہیم نے مجبور ہو کر ایمان کو فون کیا اسے آنے کے لیے منع کر دیا۔

اب ایمان اپنے بھائی کو کیسے سمجھاتی کہ اپنے بھائی کی شادی ہر بہن کا خواب ہوتا ہے۔

ایمان کے سارے ارمان دھرے کے دھرے رہ گئے۔

کافی دن تک وہ بھائی سے ناراض رہیں۔

ابراہیم تو اسے منانے کی ہمت بھی نہ کر پایا

پھر وہ خود ہی ایک دن راضی ہو گئی۔

دوریوں کے زیادہ ہوتے ہوئے باتیں کم ہو گئی تھی۔

اب لڑنے کے لیے ایک بات نہیں ملتی۔

وہ مزے سے ایک دوسرے سے بات کرنا۔

وہ آدھی رات کو اٹھ کر پارٹیز کرنا۔

وہ بات بات پر اس کو کالو کہہ کر چڑانا۔

بہت پیچھے چھوڑ گیا۔

اب وہ پریکٹیکل لائف میں آچکے تھے یہاں بچپنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

--------------،----

سمرا بہت پیاری تھی وہ امی اور ابراہیم کا بہت خیال رکھتی وہ سمرہ سے بہت محبت کرتا تھا لیکن حماد کے آجانے کے بعد اسے سمرہ اور بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی۔

حماد کے ننھے قدموں نے ان کے گھر میں خوشیاں بکھیر دیں وہی ایمان کی جانب سے ایسی کوئی خوشخبری نہ ملی۔

اماں کو پریشانی لاحق ہو گئی۔

وہ اکثر ایمان کو علاج کروانے کو کہنے لگی۔

ایمان انہیں ہر ممکن طریقہ سے مطمئن کرتی کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔

شاید ابھی اللہ کو منظور نہیں۔

اور فلحال تو افضال کو بھی اولاد کی کوئی خواہش نہیں۔

ابراہیم کے ہاں بیٹی کی پیدائش پر بھی ایمان کی جانب سے کوئی خوشخبری نہ ملی۔ تو امی مزید پریشان ہو گئی۔

وہ جب بھی فون کرتی امی یہی کہتی۔

۔پھر وہ دن بھی آگیا جب ایمان کی جانب سے خوشخبری ملی۔ لیکن اس دوران امی کی طبیعت بہت زیادہ خراب رہنے لگی تھی

ایک دن اچانک رات کو امی کی طبیعت خراب ہو گئی۔

ڈاکٹر نے بچانے کی بہت کوشش کی

لیکن وہ انہیں بچا نہیں سکے۔

ایمان اور ابراہیم اپنی اپنی جگہ دونوں ہی تڑپے تھے۔

بہت کوشش کے باوجود بھی ڈاکٹر نے ایمان کو آنے کی اجازت نہ دی

پھر تین ماہ بعد ایمان کے ہاں بیٹی کی پیدائش ہوئی

ماموں بننے کی خوشی میں بار بار اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے وہ بار بار امی کی تصویر کے سامنے جا کر کہتا آپ کو بہت جلدی تھی نہ جانے کی تھوڑا صبر کر لیتی نواسی سے مل کر جاتی۔ ایمان کے خواہش پر ابراہیم نے ہی ماہم کا نام رکھا۔

ماہم کی پیدائش کے بعد ایمان اور بھی زیادہ مصروف رہنے لگی۔

افضال اپنی بیٹی کے لئے ایک سیکنڈ کی لاپروائی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

جس کی وجہ سے ایمان نے گھر بات کرنا اور بھی کم کر دی۔

-------،-----

یہ فاصلے بڑھتے بڑھتے نہ جانے کب اتنے بڑھ گئے کہ وہ اپنے ہی ایک دوسرے سے انجان ہونے لگے۔

مہینے میں ایک آدھ بار بات ہوتی۔ خیریت پوچھتے ہوئے ہی ختم ہو جاتی۔

ابراہیم کے پرموشن کے بعد اس نے پورے گھر کا نقشہ بدلوا دیا سوائے بڑے کمرے کے۔ اس بڑے کمرے میں اس کی اور ایمان کی بچپن

کی بہت ساری خوبصورت یادیں تھیں

اکثر کبھی جو گھر میں ایمان کا ذکر چھڑ تا تو سارا سارا دن اسی کے بارے میں باتیں کرتے گزر جاتا۔

وقت گزرتا گیا اور آٹھ سال گزر گئے ایمان کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی۔

------،------------

اپنے تین ماہ کی بیٹے کو گود میں رکھے وہ اپنے ملک واپس جا رہی تھی۔

اپنے بچھڑے بھائی سے ملنے کے لیے۔ ماہم بار بار اس سے پوچھتی ماما کتنی دیر میں پاکستان آئے گا۔

ماموں کیا ہمارا ویٹ کر رہے ہوں گے۔

اب وہ اپنی بیٹی کو کیا بتاتی کہ اس سے کہیں زیادہ انتظار اسے خود ہے وہ خود اپنے بھائی سے ملنے کے لئے بے چین ہے۔

افضال اس کی بیچینی کو بہت اچھے سے سمجھتا تھا بیشک وہ بہترین ساتھی تھا۔ وہ اس کے ہر دکھ ہر سکھ میں اس کے ساتھ تھا۔

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں تو وہ لمحہ بھی آ ہی گیا۔

ایئرپورٹ سے باہر نکلے تو دور سامنے بہت سارے لوگوں کے بیچ میں ابراہیم کھڑا تھا۔

جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا

ایمان نے آؤ دیکھانہ تاؤ ساحل کو افضال کو دے کر کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر ابراھیم کی طرف بھاگی۔

اور اس کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

ابراہیم کا بھی حال اس سے جدا نہ تھا لیکن وہ آنسو نہیں بہاپایا۔

شاید لوگوں کا خیال کر کے کنٹرول کر لیا۔

جبکہ اپنی ماں کو اس طرح سے خود سے دور جاتا دیکھ کر ساحل جو ابھی ابھی اپنی ماں کے لمس کو پہچاننے لگا تھا گلا پھاڑ کے رونے لگا۔

جبکہ افضال اسے سنبھالنے میں ہلکان ہو رہا تھا۔

ساحل صاحب بہت موڈی تھے وہ اپنی ماں کے علاوہ کسی اور کی گود پسند نہ کرتے تھے چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو۔

ابراہیم سے الگ ہوتے ہوئے اس نے ساحل کو اپنی گود میں لیا۔

جبکہ ابراہیم اب افضال سے مل رہا تھا۔

اور ساحل اپنی معصوم نظروں سے اپنی ماں کا روتا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ ابراہیم نے ایمان کو اپنے بیٹے سے متعارف کروایا جو انجان نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا جبکہ اپنی پھوپھو کو ایئرپورٹ سے لانے کے لیے سب سے زیادہ بے چین وہی تھا۔

پھوپھو آپ فون میں اتنی پیاری نہیں لگتی حماد نے معصومیت سے کہا۔

فون کمپیوٹرز ٹیکنالوجی نے فاصلے تو مٹادیئے ہیں لیکن وہ اپنوں کا لمس نہیں دے سکتے

ایمان نے اسے پیار کیا تو وہ گھبراتے گھبراتے مسکرایا

شاید وہ اپنی پھوپھو سے شرما رہا تھا۔

پھر وہ لوگ آکر گاڑی میں بیٹھے۔اور ابراہیم گاڑی گھر کی طرف لے جانے لگا جہاں اس کی بیوی اور لاڈلی بیٹی انتظار کر رہی تھی۔

....

یہ کیا بات ہوئی آٹھ سال کے بعد آپ آرہے ہیں وہ بھی صرف چار دن کے لئے۔

گاڑی میں بیٹھتے ہوئے افضال نے جب یہ بتایا کہ وہ صرف چار دن کے لیے یہاں آئے ہیں تو ابراہیم کو دکھ ہوا وہ آٹھ سال بعد اپنی بہن سے مل رہا تھا اور وہ بھی صرف چار دن کے لئے۔

ارے بھائی مجبوری ہے ابھی ابھی اپنا بزنس اسٹارٹ کیا ہے۔اور آپ تو جانتے ہی ہیں ابراہیم بھائی اپنی چیز کو بہت وقت دینا پڑتا ہے تب جاکے کسی قابل ہوتی ہے۔

افضال نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

لیکن آپ فکر نہ کریں چار دن ایمان یہاہی رہے گی میں اور ماہم جائیں گے شادی پر کیوں پارٹنر افضال نے اپنی گود میں بیٹھی بیٹی سے کہا۔

جس نے بدلے میں اس کے ہاتھ پر تالی بجائی۔

ابراہیم مسکرایا۔

رشتے سبھی بہت خاص ہوتے ہیں۔

ابراہیم نے یہی سوچا کل آفس جاتے ہی وہ اپنے آفس سے چار دن کی چھٹی لے لے گا تاکہ سارا وقت ایمان کے ساتھ گزار سکے

وہ گھر پہنچے تو اندھیرا ہو چکا تھا رات کے ساڑھے آٹھ بج چکے تھے وہ لوگ سفر سے تھکے ہوئے تھے تو سمرہ نے سب کو یہی کہا کہ وہ آرام کریں

جبکہ ایمان اور ابراہیم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر نہ جانے کتنی باتیں کرنا چاہتے تھے۔

لیکن منظر ایسا تھا وہ تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھ کر مسکرا دیتے۔

بچے آپس میں دوستی کر چکے تھے جبکہ ایمن نے صاف صاف کہہ دیا تھا اسے حماد نہیں بلکہ ساحل چاہیے۔

حماد گندا بھائی ہے۔

جبکہ پھوپھو کے ساتھ اس نے کچھ خاص دوستی نہ کی تھی آخر وہ اس کے باپ کو مارتی تھی۔

جبکہ ایمان نے دو تین بار زبردستی اسے اپنے قریب کرنا چاہا۔

جبکہ وہ اپنے باپ کی گود میں بہت ہی خوش تھی ایمان کو دیکھ کر شکل بہت سیریز بنا لیتی جس پر ایمان کی ہنسی نکل جاتی چار سال کی یہ افلاطون

بالکل اسی پے گئی تھی۔

لیکن آخر کو اتنی سیریر شکل کیوں بنا کے رکھتی تھی آخر پھوپھو کے ساتھ جس کو کیا دشمنی تھی۔

سمرہ نے تو دو تین بار سختی سے گھورا بھی لیکن اس نے کوئی اثر نہ لیا۔

کیوں کہ اس وقت اس کی سب سے بڑی اسپورٹ اس کا باپ اس کے قریب تھا۔ جس کے ہوتے ہوئے وہ کسی سے نہیں ڈرتی تھی

....

ابراہیم جب آفس جانے کے لئے تیار ہوا ایمان ابھی تک سو رہی تھی شاید سفر کی تھکان کی وجہ سے وہ صبح اس سے ملے بغیر ہی چلا گیا۔

نہ جانے کیا وجہ تھی ایک دوسرے کو سامنے پا کر وہ کھل کر ایک دوسرے سے بات نہیں کر پا رہے تھے۔

جبکہ باتیں اتنی تھی ایک دوسرے سے کرنے کے لیے کہ شروع ہوں تو کبھی ختم نہ ہوں لیکن وہ شروع کہاں سے کرے۔

وہاں سے جہاں وہ اسے چھوڑ کر چلی گئی۔

وہاں سے جب اس کی شادی پر اس کی بہن نہ آ سکی

وہاں سے جہاں اس کی ماں مر گئی اور وہ اس کے گلے لگ کر رو بھی نہ سکا۔

دونوں ہی اپنی جگہ پریشان تھے۔

آج افضال اور ماہم نے چلے جانا تھا شادی پر اور پھر اس کے بعد ایمان نے سارا وقت اپنے بھائی کے ساتھ گزارنا تھا

اس کے لئے وہ آج آفس سے چھٹی لینے کے لئے آیا۔

ابراہیم کام کا کتنا زیادہ بوجھ ہے اس وقت مجھے اچھے ورکرز کی ضرورت ہے

سوری اس وقت میں چھٹیاں نہیں دے سکتا پلیز میری پرولم کو سمجھنے کی کوشش کرو اس وقت مجھے تمہاری ضرورت ہے باس نے بے بسی سے کہا

وہ پچھلے گیارہ سال سے اس کے آفس میں کام کر رہا تھا

یہاں کام کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی ایجوکیشن بھی کمپلیٹ کی تھی۔

اس کمپنی اور یہاں کے باس نے ہر اچھے برے وقت میں اس کا ساتھ دیا تھا اس برے وقت میں وہ انہیں چھوڑ نہیں سکتا تھا

اپنے باس کو دلاسا دے کر باہر آگیا اسے ایمان کے ساتھ نہ رہنے کا دکھ تھا۔ لیکن پھر بھی ایمان نے اگلے تین دن گھر میں ہی رہنا تھا۔

اور اس بات کو لے کر وہ کافی پر سکون تھا۔

آج آفس سے گھر جانے کے بعد اس کا ارادہ ایمان کے ساتھ بیٹھ کر بہت دیر باتیں کرنے کا تھا۔

وہ اپنے بچپن کی ساری یادیں تازہ کرنا چاہتا تھا۔

جبکہ ایمان بھی سمرہ سے ہزار بار پوچھ چکی تھی ابراہیم بھائی واپس کب آئیں گے۔۔

جس پر سمرہ مسکرا کر کہتی شام تک آجائیں گے

....

شام سے رات ہو گی اور رات کے دس بج گئے لیکن ابراہیم واپس نہ آیا۔

وہ باہر بیٹھی صوفے پر اس کا انتظار کرتی رہی جہاں بچپن سے کرتی تھی کہ کب وہ آئے گا اور ایمان اسے کھانا دے گی۔

نیند سے اس کا برا حال ہو رہا تھا

اس نے افضال اور ماہم کو آج شادی پر بھیجا تھا

ان کا سامان تیار کیا جبکہ ماہم کی ساری چیزوں کے ساتھ سب کچھ میچ کر کے رکھا تا کہ افضال کو کوئی پریشانی نہ ہو۔اور پھر سارا دن سا حل کو سنبھالا۔

کام ویسے بھی سمرہ نے اسے کوئی نہ کرنے دیا تھا

اسے یاد تھا اس کی شادی والے دن بھی وہ اپنے بھائی کے کپڑے استری کر رہی تھی۔ لیکن اب اس کے کاموں کی نوعیت بدل چکی تھی۔اب

اس کے بھائی کو سنبھالنے کے لیے اس کی بیوی تھی۔

جب کہ وہ اب اپنے شوہر اور بچوں کو سنبھالتی تھی۔

انتظار کر کر کے وہ تھک چکی تھی۔

جب ابراہیم گیارہ بجے تک بھی نہ آیا تو وہ اندر اپنے روم میں جانے لگی

تبھی ابراہیم آیا وہ کافی تھکا ہوا تھا سلام کر کے اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا

سمرہ نے آکر کھانے کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کھانا کھا چکا ہے۔

بھائی آپ کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہیں آپ آرام کریں۔

ابھی اس کے قریب بیٹھ ہوئے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے جب اسے ابراہیم کی تھکاوٹ کا احساس ہوا۔

وہ بیچارہ سارا دن تھکا ہارا گھر آیا تھا۔ اور اب ایمان کے ساتھ وقت گزار کر رہا تھا۔

ارے نہیں نہیں بیٹھو ہم باتیں کرتے ہیں۔ ابراھیم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بٹھایا۔

بھائی میرا خیال ہے آپ کو آرام کرنا چاہیے دیکھیں آپ کی آنکھیں بھی سرخ ہو رہی ہیں میں تو ابھی یہاں ہی ہوں ہم کل باتیں کریں گے۔

آپ جائیں آرام کریں۔

ابراہیم کی طبیعت بے چین دیکھ کر وہ اس کے قریب سے اٹھ گئی۔

جبکہ ابراہیم سوچ رہا تھا کہ ایک دوسرے سے باتیں کرنے کے لئے اسے وقت اور صحت کا خیال کیسے آیا

یہ اس کی وہی بہن تھی جو اس کی بیماری پر ساری ساری رات اس کے سرہانے بیٹھ کر گپیں مارتی تھی نہ خود سوتی تھی اور نہ اسے آرام کرنے دیتی تھی۔

ہاں بدل گیا تھا کچھ تو بدل گیا تھا شاید سب کچھ۔

اب اس کی بہن اسکی چھپکلی یا مینڈک نہ رہی تھی۔ابراہیم کو یاد تھا کہ وہ اسے کالو کہہ کر پکارتا تھا۔جبکہ اس کی رنگت میں کوئی کالا پن نا تھا۔

اسے پیار سے مانو ایمی اور نہ جانے کتنے ناموں سے پکارتا تھا لیکن اب وہ ایمان تھی صرف ایمان۔

....

اگلے دن بھی اس کی آنکھ دیر سے کھلی ابراہیم جا چکا تھا۔

اب وہ جانتی تھی کہ اسے واپس لیٹ ہی آنا ہے۔کل جو انہوں نے تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے سے بات کی تھی اس میں ابراہیم نے اسے یہی بتایا تھا کہ اس کی کمپنی آج کل لاس میں چل رہی ہے کام کا بوجھ بڑھ چکا ہے۔

جس کی وجہ سے اسے آوور ٹائمنگ کرنے پڑ رہی ہے۔

پرسوں اتوار تھا ابراہیم نے سارا دن ہی گھر پے رہنا تھا۔

لیکن پرسوں اس کا آخری دن تھا یہاں تو کیا وہ صرف ایک ہی دن اپنے بھائی کے ساتھ گزارے گی۔

کیا ہو گیا تھا ان لوگوں کو وہ ایک دوسرے سے کھل کر بات کیوں نہیں کر پا رہے تھے ایک دوسرے کے سامنے آتے۔

ایک دوسرے کی بات کرنے کے بجائے آگے پیچھے کی باتیں کرتے۔

وہ جو امی کے غم میں اپنے بھائی کے سینے سے لگ کر رونا چاہتی تھی۔ اپنے بھائی کی شادی میں نہ آنے کا غم منانا چاہتی تھی وہ جو حماد کے پیدا ہونے پر وہ نہ آپائی تھی۔۔۔

لیکن وہ کچھ نہیں کر پارہی تھی ایک اجنبیت کی دیوار ان دونوں میں آکر کھڑی ہو چکی تھی۔

اور وہ دونوں ہی اس دیوار کو گرا نہیں پا رہے تھے۔

ایمان کو لگا جیسے ابراہیم بدل گیا ہے وہ اس کا پہلے جیسا بھائی نہیں رہا۔

اور ابراہیم سوچ رہا تھا کہ ایمان بدل چکی ہے اب وہ اس کی چھپکلی نہیں بلکہ سمجھدار لڑکی بن چکی ہے۔ جس پر اس کے گھر بچوں کی شوہر کی ذمہ داریاں ہیں۔

اس کے میکے کے رشتے پیچھے چھوٹ چکے ہیں اب وہ اپنے نئے رشتے نبھا رہی ہے

....

ابراہیم گھر واپس آیا۔رات کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے وہ آج بھی بہت تھکا ہوا تھااوور ٹائمنگ کی وجہ سے اس کی طبعیت بھی خراب ہو رہی تھی۔

اسی وجہ سے ایمان باہر نہیں آئی وہ جانتی تھی کہ اس کا بھائی اس کے پاس بیٹھے گا۔

شاید اس سے باتیں کرنا چاہے۔

لیکن وہ جانتی تھی کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

اسی لیے وہ کمرے سے باہر نہیں گئی۔تاکہ ابراہیم اسے سوتا سوچ کر آرام کرے۔

ابراہیم نے گھر آتے ہی سب سے پہلے ایمان کے بارے میں پوچھا آج وہ اس کے لیے رس ملائی لایا تھا۔

لیکن یہ سن کے کہ وہ سو گئی ہے وہ اداس ہو گیا۔

آج اس نے اپنے آپ کو فریش ظاہر کرنے کی کوشش کی تھی۔

لیکن پھر بھی ایمان کے سونے کا سن کر وہ اداسی سے اپنے کمرے میں آ گیا۔

سمرہ نے اس کی اداسی کو بہت نوٹ کیا تھا۔

....

صبح سویرے وہ گھر سے آفس چلا گیا۔

کل آخری دن کے بعد پرسوں صبح ایمان نے نکل جانا تھا۔

اور پھر نہ جانے بہن بھائی کی کب ملاقات ہو۔

....

آج تیسرے دن وہ دس بجے ہی کام سے فارغ ہو گیا تھا۔

سیدھا گھر آیا۔ جہاں اس کی بیٹی ایمن اور ایمان ایک دوسرے سے لڑ رہی تھی۔

یہ منظر دیکھ کر وہ پریشانی سے آگے آیا۔

یہ میرے بابا نے دیا ہے میرے لیے خبر دار جو آپ نے ہاتھ لگایا۔ ایمن اپنا ٹیڈی اس سے چھینتے ہوئے بولی۔

بڑا آیا تمہارا باپ تمہیں دینے والا یہ میرے بھائی نے مجھے میرے تیروے برتھ ڈے پر دیا تھا۔

یہ میرا ہے ایمن نے پھر سے اسے کھینچا۔

جا کر اپنے باپ سے پوچھ لے کہ کس کا ہے ایمان بھی چھوٹے بچے کی طرح اپنا ٹیڈی چھننے کی کوشش کر رہی تھی۔

ابراہیم مسکراایااندر آیا۔

یہ آگیاتمہاراباپ ابھی پوچھتی ہوں میں۔

ایمان نے ٹیڈی اس کے ہاتھ سے کھینچ کر اونچا کیا۔

بتاؤیہ کس کاہے۔ہمت کیسی ہوئی حر گوش کہیں کے میر اٹیڈی اٹھاکر اپنی بیٹی کو دینے کی۔وہ مکمل لڑائی کے موڈ میں اس کے سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی۔

جبکہ ایمن اچھل کر اپناٹیڈی پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ایمان اسے اچھالگتاتھامیں نے اٹھاکر دے دیااور اگر تمہیں اتناہی پسند تھاتولے جاتی ہے اپنے ساتھ رکھ کے کیوں گئی تھی اب یہ میری بیٹی کا ہے دو اسے واپس۔

اس نے ایک ہی لمحے میں اسے چھین کر ایمن کے حوالے کر دیا۔

جبکہ ایمان صدمے سے اپناٹیڈی بیئر اسے لے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

ایمن کے لیے وہ ضروری تھاکیونکہ وہ اپنے ٹیڈی کے ساتھ سوتی تھی یہ جانے بغیر کہ جس پھوپھو کے وہ سب سے زیادہ خلاف ہے یہ اسی کی چیز ہے۔

ایمان منہ بنا کر بیٹھ گئی۔

ارے تم اب بچی تھوڑی ہو ارے یار تمہیں نیا لا دوں گا۔وہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آ کر بیٹھا۔

تمہاری وہ لاڈلی میری رس ملائی بھی کھا گئی۔بھوکے باپ کی بیٹی وہ تم کل میرے لے کے آئے تھے۔ایمان نے مزید منہ پھلایا۔

میں صبح اور لے آونگا۔وہ اس کے قریب آ کر بیٹھتے ہوئے بولا۔

میرا پیارا خرگوش ایمان نے مسکراتے ہوئے اس کے سینے پر اپنا سر رکھا۔

اور ٹیڈی بھی کے دینا۔وہ وہیں پہ سر رکھے ہوئے بولی۔ جبکہ سمرہ مسکراتے ہوئے ایمن اور حماد کو سلانے چلی گئی۔

کیوں یہ ٹیڈی ہے تو تمہارے پاس اس نے سوتے ہوئے ساحل کی طرف اشارہ کیا جو اتنے شور شرابے کے باوجود بھی نہ اٹھا تھا ایمان مسکرائی۔

میری بینڈ مینٹن کٹ تو نہیں اٹھائی تھی نا۔اگر اسے کوئی نقصان ہوا تو میں جان نکال دوں گی تمہاری تمہارے سر پر ایک بال نہیں چھوڑوں گی۔

نہیں وہ صحیح سلامت ہے ابراہیم نے جلدی سے بتایا

ہم دونوں کھیلیں گے۔ایمان چہکتے ہوئے کہا

چھت پہ گئی تھی میں میرے سارے پودے ٹھیک سے لگے ہیں۔اس نے مزید بتایا

اور وہاں اور جو میں نے نئے لگائے ان کا کیا ابراہیم نے اس کے جانے کے بعد اس کے پودوں کا بہت خیال رکھا تھا۔

سارے اچھے ہیں۔لیکن میرے ہاتھ سے لگے ہوئے پودوں کی الگ ہی رونق ہے وہ اترائی تھی۔

آنکھیں کھول کے دیکھتی تو پتہ چلتا رونق زیادہ کس کی ہے۔

ابراہیم نے بتانا ضروری سمجھا کیوں کہ اس کے پھولوں والے خوبصورت پودے واقع ہیں سارے پودوں کو چار چاند لگاتے تھے۔

جناب میں نے آنکھیں کھول کر ہی دیکھا ہے وہ گلابی پھولوں والا پودا کہاں گیا۔ایمان نے پوچھا کیوں کہ وہ اس کا فیوریٹ تھا

غلطی سے ایک دن ایمن کو اپنے ساتھ لے کے گیا تھا اس نے توڑ دیا ابراہیم نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کا کارنامہ سنایا۔

تمہاری یہ بیٹی بالکل افلاطون ہے میری ساری چیزیں پہ نظر رکھی ہوئی ہے اس نے۔ایمان نے منہ بنا کر اس کی بیٹی کی شکایت لگائی

بالکل تم پے گئی ہے تمہاری ساری حرکتیں سب عادتیں ہیں اس میں۔ابراہیم مسکرایا تھا۔

آج امی ہوتی نا سیدھا کر دیتی تمہاری لاڈلی کو میری طرح۔ایمان نے ہنستے ہوئے کہا جبکہ امی کے ذکر پر ابراہیم اداس ہو گیا۔

کاش امی یہاں ہوتی۔تمہیں اس طرح سے دیکھ کر بہت خوش ہوتی۔

ہاں تو خوش تو نے ہونا ہی ہے آفرول اتنی اچھی ماں ہوں اتنی اچھی بیوی تمیز دار لڑکی ہو گئی ہوں میں۔ایمان شروع ہوئی تو ابراہیم نے اس

کی بات کاٹی۔

اس لیے نہیں یہ سوچ کے آج بھی ان کی بیٹی عقل سے پیدل ہے۔ابراہیم نے مذاق اڑایا۔

تمہارا سہرا کس سے باندھا تھا۔وہ آٹھ سال میں یہ سوال پوچھنے کی ہمت نہ کر پائی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا بھائی اس کا حق کسی اور کو دے دے۔وہ جانا ہی نہیں چاہتی تھی کہ اس کا سہرا کس نے بندہ ہے وہ تو بس آج خود کو روک نہیں پائی تو پوچھ ہی لیا۔

کسی نے نہیں۔یہ میری بہن کا حق تھا میں کسی اور کو کیوں دیتا۔

ابراہیم نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر چیت لگائی

باتیں کرتے کرتے نجانے کب رات کے ڈھائی بج گئے۔جب ابراہیم کو بھوک ستانے لگی۔

سمرہ کو جگا کر اس کو کھانا دینے کا بولتا ہوں۔ابراہیم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ارے چھوڑو نا اس کو چلو پارٹی کرتے ہیں۔ایمان نے آئیڈیا دیا۔

پھر دونوں مسکراتے ہوئے کچن میں آئے۔

جہاں آلو تو نہیں تھے ہاں لیکن نوڈلز کے پیکٹس پڑے تھے۔

جو کہ وہ ایمن کے لیے لاتا تھا۔

فریج کھولا جہاں پے چاکلیٹس تھی وہ بھی ایمن کی ہی تھی۔

اب یہ مت کہنا کہ تم میری بیٹی کی چاکلیٹ کھانے والی ہو۔ ابراہیم نے گھورا۔

کوئی شاہی بادشاہ کی بیٹی نہیں ہے تمہاری لاڈلی اس گھر کی پہلی بیٹی میں ہوں ان چاکلیٹ پے میرا حق ہے

کسی بے حس پھوپو ہو تم رات کے ڈھائی بجے بھتیجی کی چوکلیٹ چورا کے کھارہی ہو ابراھیم نے شرم دلانے کی ناکام سی کوشش کی۔

ہاں وہی بھتیجی جو آج صبح مجھے یہ کہہ رہی تھی کہ آپ میرے بابا کے بال کیوں کھینچتی تھی۔

دل کیا ایک بار نوابزادی کو بتاؤ وہ تمہارا باپ بعد میں ہے میرا بھائی پہلے ہے۔

لیکن تمہاری بیٹی بھی کیا چیز ہے ہر تھوڑی دیر کے بعد ہونٹ باہر نکالتی ہے اور رونے لگتی ہے روتے ہوئے اتنی فنی فیس بناتی ہے ایمان قہقہہ لگایا

جس پر ابراہیم نے اسے گھوڑا تھا اپنے لاڈلی بیٹی کی شان میں گستاخی کو کیسے برداشت کرتا۔

بس بہت ہو گیا ایمان اب میری بیٹی کے خلاف ایک لفظ مت کہنا۔

ہاں بھائی بالکل بادشاہ سلامت خرگوش صاحب کی بیٹی کی شان میں گستاخی کوئی کیسے کر سکتا ہے۔

پتا نہیں یہ حماد کس گیا ہے کتنا کیوٹ کتنا پیارا بچہ ہے اور یہ تمہاری بیٹی ایمن۔ باپ کی چمچی ایمان پھر سے شروع ہو گئی۔

ساری رات باتوں میں گزر گئی۔

سمرہ نے جب صبح اٹھ کر کچن کا حال دیکھا۔ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

کیونکہ وہ دونوں تو سوچ چکے تھے اور یہ ابراہیم کا ہی مشورہ تھا کہ ہم صبح کچن صاف کر لیں گے۔

جگہ جگہ نوڈلز کے پیکٹ پڑے تھے۔

جبکہ ایمان اتنے سالوں کے بعد ایک بار پھر سے گند پھیلا کر بہت خوش تھی

سلیقہ شعوری کا مظاہرہ کرتے کرتے تھک چکی تھی۔

آج اتنے سالوں کے بعد اسے کھل کر جینے کا موقع ملا تھا۔ دو بجے وہ اٹھی

جب افضال نے فون کر کے بتایا کہ وہ صبح تک پہنچ ائے گا اور پھر ان کے گھر سے ہی واپسی کے لیے نکلیں گے۔

ایمان اٹھ کر کچن میں آئی تو ازے بہت شرمندگی ہوئی کیونکہ سمرہ سارا کچن شیشے کی طرح چمکا چکی تھی۔

اس کی وجہ سے بیچاری سمرہ کو اتنی پریشانی سہنے پڑی۔

جس کے لئے اس نے سمرہ سے معذرت کی

ارے اس میں سوری والی کون سی بات ہے۔ آپ کے افلاطون کا نامے میں پچھلے آٹھ سال سے سن رہی ہوں۔ اس مظاہرے کو دیکھ کر میں

بہت خوش ہوں

وہ مسکرا کر بولی۔

ایمن کا موڈ آج کیوں آف ہے۔اس نے ایک نظر ایمن کو دیکھا جو گھر کی سیڑھیوں پر منک پھلا کر بیٹھی تھی

وہ حماد نے فریج سے اس کی چاکلیٹ اٹھا کر کھالیں اور اب وہ قبول نہیں کر رہا۔

اس لیے وہ ابراہیم کے اٹھنے کا انتظار کر رہی ہے کہ اپنا شکایت نامہ کھولے۔

سمرہ نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

سارا الزام حماد پر آنے پر وہ تھوڑا پر سکون ہو گئی۔

اب اس کا لاڈلا اپنی پھوپھو کے لیے اتنا تو کر ہی سکتا ہے نہ

لیکن اس کے بھائی کا کیا بھروسہ تھا وہ کہیں اس کی بھتیجی کے سامنے اس کی عزت کا کبارہ ہی نہ کر دے۔

اس لئے وہ سمرہ کے قریب سے اٹھی اور ابراہیم کے کمرے میں آئی۔

اف ساری زندگی اس نے یہ کمرہ چمکا چمکا کر رکھا تھا۔

اس کمرے کی سیٹنگ آج بھی وہی تھی جو اب بچپن سے کرتی آئی تھی۔

ابراہیم کے ہر انداز میں ایمان کے لئے پیارا لگتا تھا۔

وہ اس کے پاس آئی اور پانی سے بھرا ہوا گلاس اس کے منہ پر پھینکا۔

ایمان کے بچی چڑیل آج تو میرے ہاتھ سے نہیں بچنے والی۔

ابراہیم جگ اٹھائے اس کے پیچھے بھاگا

چڑیلوں کا جن کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ بھاگتے ہوئے بولی۔

یاد ہے تم نے ایک بار اتوار کے دن دوپہر دو بجے سوتے ہوئے میرے اوپر ٹھنڈا فریج کا پانی گرایا تھا یہ اس بات کا بدلہ ہے وہ بھاگتے ہوئے بولی۔

جبکہ ابراہیم پانی کا جگ لیے اس کے پیچھے بھاگ رہا تھا تھوڑے تھوڑے فاصلے پر وہ پانی اس کے پیاو پر گراتا تو جگ خالی ہو جاتا جبکہ اس کی فرمانبدار بیٹی گلاس بھر بھر کر جاگ میں ڈال کر جب کو پھر سے فل کر دیتی۔

افضال کے آنے کے بعد آخر ایمان رو رو کر واپس چلی گئی۔

جبکہ افضال نے اس کے اس طرح سے رونے پر پکا وعدہ کیا کہ وہ اگلے سال اسے ضرور لے کے آئے گا۔

افضال اپنے وعدے کا پکا تھا وہ جو بھی وعدہ کرتا ضرور نبھاتا تھا۔ اس لیے ایمان اس کے وعدہ پر یقین کر کے واپس چلی گئی۔

گھر میں دو دن کا شور ختم ہو گیا۔

ایمن تو بہت خوش تھی کی پھو پھو واپس چلی گئی۔ جبکہ حماد نے بھی زیادہ اثر نہ لیا۔

سمرہ بھی روٹین پر واپس آگئی۔

لیکن ابراہیم اداس ہو گیا تھا۔

لیکن یہ سوچ کر خوش تھا کہ اس کی بہن آٹھ سال تو کیا اسی سال کے بعد بھی واپس آئے تو ایسے ہی خوش ہو گی۔

بہن بھائی دنیا کا وہ واحد رشتہ ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ یہ ہماری سوچ ہے کہ بھائی شادی کے بعد بدل گیا بہن اپنا گھر بسا کر بھول گئی۔

جبکہ ایسا کچھ نہیں ہوتا وہ ہمیشہ ایک جیسے ہوتے ہیں۔

مگر انہیں احساس دلانا پڑتا ہے کہ وہ بدلے نہیں ہیں بلکہ پہلے کے جیسے ہیں۔ جیسے ہمیشہ تھے۔

ہمیں ہمارے رشتوں کو احساس دلانا چاہئے کہ ہم ہمیشہ ایک جیسے رہتے ہیں ہمارے اندر فیلنگز ہمیشہ ایک جیسی ہوتی ہے وقت بدل جاتا ہے رشتوں میں دوریاں آجاتی ہیں لیکن یہ دوریاں محبتیں کم نہیں کرتی۔

میری دعا ہے کہ اللہ ہر بہن کے بھائی کو سلامت رکھے اور ہر بھائی کو اپنی بہن کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے۔

اگر آپ کو میری یہ کہانی اچھی لگی۔

تو پلیز لائیک ضرور کیجئے گا۔

آپ کی کیوٹ سی رائٹر

اریج شاہ

✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼✼

The End